Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?
Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.
For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact through

Whatsapp on following numbers:+92-348-8709449,+92-303-5110135

www.urdupalace.com

چال پہ چال

عکس فاطمہ

چوری اور سینہ زوری کا محاورہ کتنا ہی پرانا ہو جائے مگر ہر دفعہ اپنی افادیت کو ثابت کر دیتا ہے... چوری کی واردات اور سینہ زوری کی قرارداد پر پوری اترتی ایک پُرمزاح کہانی... اپنے معمولاتِ زندگی نبھاتے ہوئے اس نے محفوظ طریقوں پر غور کرنا شروع کر دیا تھا... اپنی سرگرمیوں میں کامیاب ہو جانے والے شخص کا دلچسپ قصہ...

ٹوٹی کہاں کمند دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا..... تبسم ریز کہانی کے پیچ و خم

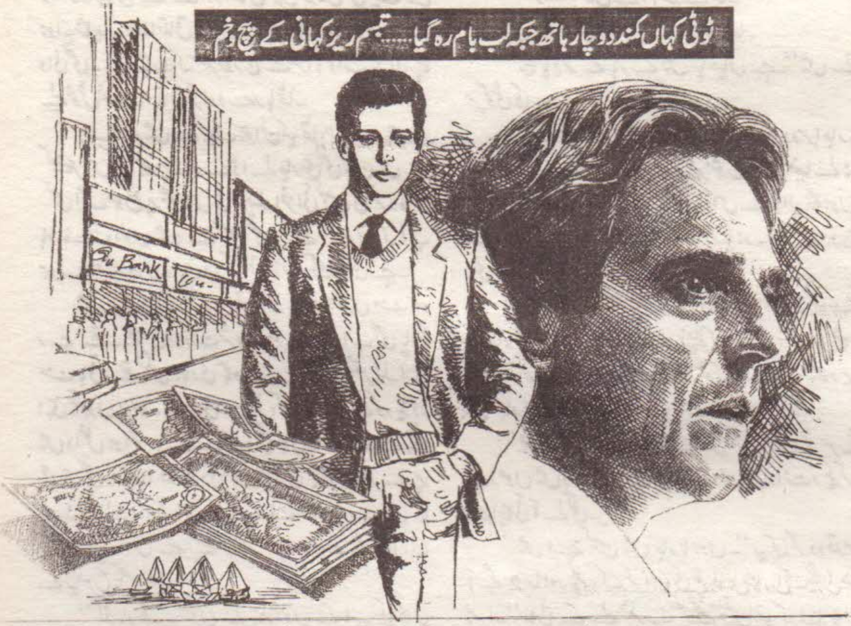

پوری رات ادھیڑ بن میں گزری۔ دیر تک جاگنے کے باعث صبح سات بجے اٹھنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ نہ جاتا تو کوئی پہاڑ نہیں ٹوٹ پڑتا لیکن دو وجوہات کی بنا پر جانا ضروری تھا۔ ایک تو میرے کنٹریکٹ کے مطابق چھٹی کی اجازت نہیں تھی۔ دوسرا یہ کہ مجھے مس کٹی سے ذرا الفت بھری باتیں کر کے اس کا حوصلہ بڑھانا تھا۔ رات بھر اپنے منصوبے پر غور کرتا رہا تھا۔ مس کٹی میرے منصوبے کا ایک ضروری حصہ تھی۔ یوں سمجھو کہ وقت پڑنے پر گدھی کو پری

www.urdupalace.com

چہرہ محبوبہ مان لینے والی بات تھی۔
اگر کل رات میں ریستوران نہ جاتا تو شاید مس کٹی کے بارے میں سوچتا بھی نہیں لیکن قدرت کے اتفاقات ہماری عقل سے ماورا ہوتے ہیں۔ ایک چھوٹا سا اتفاق ایسی کہانی بُنتا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ کچھ ایسا ہی ہوا تھا۔
مسٹر جارج اگر ڈنر کے لیے میرے پسندیدہ ریستوران نہ آتے یا میں ڈنر کے لیے کسی اور جگہ چلا جاتا یا پھر یہ کہ میں وہاں گھنٹا بھر دیر سے پہنچتا یا پھر مسٹر جارج گھنٹا بھر بعد آتے تو شاید کل رات میں دیر سے نہ سوتا، نہ ہی مس کٹی کا خیال دل میں لیے کچی نیند سے زبردستی بیدار ہوتا۔
خیر جو ہونا تھا وہ ہو چکا۔ مسٹر جارج مجھ سے کچھ پہلے ہی ریستوران پہنچ گئے تھے اور اتفاق کہیں کہ میں بھی لیٹ نہیں ہوا۔ شاید یہ ایسا اتفاق تھا جس پر مس کٹی بہت خوش ہونے والی تھی۔ یہ اور بات کہ مسٹر جارج سے ٹکراؤ کو اب میں اپنے لیے خوش نصیب اتفاق قرار دے رہا تھا۔
جب سے میں نے بینک جوائن کیا تھا، تب سے ہی ہیڈ کیشیئر مس کٹی مجھ پر ڈورے ڈالے جا رہی تھی لیکن میں نے کسی ایک موقع پر بھی اس کی حوصلہ افزائی نہیں کی مگر وہ بھی ہار ماننے والوں میں سے نہیں تھی۔ مجھے یقین تھا کہ اب میرے التفات کو وہ اپنی جہدِ مسلسل کا صلہ سمجھنے والی ہے۔
میں بینک میں داخل ہوا تو آٹھ بج کر پچیس منٹ ہو رہے تھے۔ دفتری اوقات شروع ہونے میں اب بھی پانچ منٹ باقی تھے لیکن ہماری چھوٹی سی برانچ کا مختصر عملہ اپنی اپنی جگہوں پر تھا۔ میں لابی سے نکل کر چھوٹے سے کوریڈور میں داخل ہوا تو سامنے سے مس کٹی کافی کا مگ تھامے چلی آ رہی تھی۔ چھوٹا قد، فربہی بدن، گول بھاری چہرے پر پھولے گالوں کے اندر دبے ہونٹ، اوپر سے بٹن نما آنکھیں...... اس سے پہلے کہ وہ حسبِ عادت کچھ کہتی میں نے یہ موقع چھین لیا۔
''گڈ مارننگ۔'' اس نے پہلوانوں کے ناپ کی گلابی پھول دار شرٹ پہن رکھی تھی۔ وہ اس میں پھنسی پھنسی لگ رہی تھی۔ ایسا لگتا تھا کہ کسی بڑے لحاف پر تنگ غلاف چڑھانے کی بھونڈی کوشش کی گئی ہو۔ ''خوبصورت لباس......'' میں نے مسکرا کر بڑی کامیابی سے صاف جھوٹ بولا۔
لمحے بھر کو وہ جہاں تھی، وہیں ٹھہر گئی۔ ''گڈ مارننگ......'' کچھ توقف کے بعد اس نے کپکپاتے لبوں سے کہا۔ ''تم ٹھیک ہو۔'' اس کے لہجے سے لگ رہا تھا کہ وہ صبح ہی صبح حیرت کے سرد سمندر میں غوطے کھا رہی ہے۔

میں بدستور اسے دیکھتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔ میرا مزاج بالکل رومانوی نہیں لیکن پوری کوشش کر رہا تھا کہ رومینٹک ہونے کی سو فیصد درست اداکاری کر سکوں۔ ''اوہ کافی......'' میں نے اس کے ہاتھ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
''پیو گے؟'' اس کے لہجے میں جیسے سارے جہاں کا پیار امنڈ آیا ہو۔
''کیوں نہیں، بڑی طلب ہو رہی ہے لیکن تمہارے ہاتھ کی بنی ہو تو لطف آ جائے گا۔''
''یہ لو......'' اس کا چہرہ خوشی کے مارے دمک رہا تھا۔
''نہیں نہیں...... یہ تو تم نے اپنے لیے بنائی ہے۔''
''ارے نہیں، لو......'' اس نے زبردستی مگ مجھے تھما دیا۔
''سنو......'' میں نے آہستہ سے کہا۔
اس نے سوالیہ نگاہوں سے مجھے دیکھا۔
''لنچ یا ڈنر کے بارے میں کیا خیال ہے۔'' میں نے سرگوشی کی۔
اس کے چہرے پر حیرت کا ایک رنگ آ اور دوسرا جا رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ اس سے یہ غیر متوقع خوشی سنبھالے نہ سنبھل رہی ہو۔ ''کیا کہا تم نے......'' اس نے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔ ایسا لگا کہ اسے یقین نہ آ رہا ہو۔ وہ شاید سوچ رہی تھی کہ جو سنا، وہ کیا واقعی سچ ہے۔
''لنچ یا ڈنر......'' میں نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے رازداری سے دہرایا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ جواب دیتی، میں نے فوراً پینترا بدل لیا۔ ''اچھا ٹھیک ہے، میں کچھ دیر میں تمہاری طرف چکر لگاتا ہوں۔ تب تک سوچ لو۔''
''ٹھیک ہے۔'' وہ باچھیں کھول کر مسکرائی تو سرخ مسوڑھوں میں دھنسے چھوٹے چھوٹے زردی مائل دانت دیکھ کر مجھے اُبکائی آنے لگی۔
''میں اپنے کیبن میں جا رہا ہوں۔'' یہ کہہ کر دو قدم آگے بڑھا اور پھر رک کر اس کی طرف پلٹا۔ ایک گھونٹ بھرا۔ ''کافی کے لیے شکریہ۔'' مجھے یقین تھا کہ اپنا کام نکالنے کے لیے اتنا ہی کافی رہے گا۔
کیبن میں پہنچتے ہی میں نے مگ کی ساری کافی گملے میں اُنڈیل لی۔ ایک گھونٹ نے ہی منہ کا سارا ذائقہ خراب کر ڈالا تھا۔ اتنی بدذائقہ کافی پینے کا حوصلہ وہی کر سکتا ہے جسے پینے کا تو شوق ہو لیکن کبھی چکھی تک نہ ہو۔
میں بہت خوش تھا۔ مجھے لگا کہ منصوبے کا ایک حصہ تو کامیابی سے مکمل ہو چکا۔ ایک دھڑکا لگا ہوا تھا کہ کہیں مسٹر جارج والے واقعے کی اطلاع باس کو نہ ہو جائے۔ میرے

www.urdupalace.com

منصوبے کی کامیابی کا دارومدار اب صرف اسی اطلاع پر تھا۔ دل ہی دل میں دعا مانگ رہا تھا کہ کچھ ایسا ہو کہ باس اُسی میں اُلجھ کر رہ جائے۔ پوری کوشش تھی کہ منصوبہ کسی طرح آج ہی مکمل ہو ورنہ کل تو کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ مجھے امید نہ تھی کہ باس کو یہ اطلاع مل سکتی ہے۔ ویسے بھی اسے اخبار پڑھنے یا ٹی وی دیکھنے کی عادت نہ تھی۔ اس لیے تسلی تھی کہ فی الحال تو وہ لاعلم ہے۔ دعا تھی کہ کم از کم آج تو وہ اس واقعے سے بالکل لاعلم ہی رہے۔ کل کی مجھے کوئی پروا نہ تھی۔

ساڑھے دس بجے تک میں تین بار کیش کاؤنٹر کے چکر لگا چکا تھا۔ اسسٹنٹ کیشیئر چھٹی پر تھی۔ مس کٹی تنہا ہی کیش کاؤنٹر سنبھال رہی تھی۔ آنکھوں ہی آنکھوں میں وہ کئی بار میری بلائیں لے چکی تھی۔ میں نے بھی ہر بار اس کی نگاہِ الفت کو بظاہر تہِ دل سے خوش آمدید کہا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ میرا کام بس کسی بھی وقت ہونے والا ہے۔

منصوبے کے مطابق میں دو بار باس کے کمرے کے چکر لگا کر اِدھر اُدھر کی دو چار باتیں کر کے، یہ بھانپ چکا تھا کہ اسے مسٹر جارج کے حوالے سے کوئی خبر نہ تھی۔ بس اب مجھے موقع کی تلاش تھی۔ اسی چکر میں کوریڈور سے نکل کر لابی کی طرف جا رہا تھا کہ اُسے اندر آتے دیکھا۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ اُس روز جب لارنس لیڈنر پہلی بار ہمارے بینک میں داخل ہوا تو وہ ایک صارف سے زیادہ بینکر دکھائی دے رہا تھا۔ نہایت عمدہ سوٹ، سِلک کی ٹائی، سیاہ جوتے، جو لابی کی تیز روشنی میں ایسے چمک رہے تھے کہ اُن میں آئینے کی طرح چہرہ دیکھا جا سکتا تھا۔ اس کی اطمینان بھری چال میں وقار اور سستی دونوں نمایاں تھے۔ اسے دیکھ کر تو میں لمحہ بھر کے لیے ٹھٹک کر، جہاں تھا وہیں پہ کھڑا رہ گیا۔ اس وقت میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ یہ شخص میرے منصوبے کو کامیابی سے ہم کنار کرنے کے لیے غیب سے مدد کے طور پر آیا ہے۔

میرا مطلبی اور چاپلوس باس ڈیلٹن روفس اپنے کیبن میں بیٹھا شیشے کے پار سے اسے اندر داخل ہوتے دیکھ چکا تھا۔ آنے والے کا حلیہ ہی ایسا تھا کہ ڈیلٹن سامنے آئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ وہ ہر ممکنہ کامیابی کو اپنا نام دینے کی جستجو میں رہتا تھا۔ اس نے لمحہ بھر میں ہی طے کر لیا کہ اب کیا کرنا ہوگا۔ ’’میں یہاں کا برانچ منیجر ہوں۔‘‘ وہ تیزی سے باہر آیا اور لارنس کے قریب پہنچ کر عاجزانہ مسکراہٹ لبوں پہ سجا کر بولا۔ تب تک لارنس میرے قریب پہنچ چکا تھا۔ ’’اور یہ ہے میرا اسسٹنٹ جیمز فرالے۔‘‘ وہ سمجھ چکا تھا کہ میرا تعارف کرائے بنا شاید گاڑی آگے نہ بڑھے۔

اُس نے جو میرا عہدہ بتایا، وہ درست نہ تھا۔ دراصل میرا تو کوئی عہدہ ہی نہ تھا۔ میں بینک کا صرف یک زیرِ تربیت ملازم تھا اور کچھ نہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ مجھے اپنی ملازمت زیادہ پسند نہ تھی۔ اگرچہ میرے پاس بینکنگ اور فنانس میں گریجویشن کی ڈگری تھی اور میں نے فوج میں بھی کچھ عرصہ خدمات سرانجام دی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ میرے سر میں آزادی اور خودسری کا جنون تھوڑا زیادہ ہو گیا تھا۔ فوج کی کٹھن زندگی دیکھنے کے بعد اب آرام کا طلب گار تھا۔ میں پیسے کمانا چاہتا تھا لیکن اس کے لیے جان مار محنت کا تصور ہی میرے لیے سوہانِ روح تھا۔ اگر اس وقت کوئی مجھ سے پوچھتا کہ تم اپنے مستقبل کو کیسا دیکھنا چاہتے ہو تو میرا جواب ہوتا بالکل لارنس لیڈنر کے جیسا، ایک دم شاہانہ طرزِ زندگی، فکر سے آزاد، زندگی کے جھمیلوں سے ہزاروں میل دور......

موجودہ ملازمت کو دل سے ناپسند کرنے کے باوجود یہ فوجی زندگی کا ڈسپلن ہی تھا کہ میں اپنا کام پوری توجہ سے سرانجام دے رہا تھا۔ جسے میں ڈسپلن سمجھتا تھا، میرے چاپلوس باس کے نزدیک وہ تابعداری تھی۔ اسی لیے وہ مجھے پسند کرتا تھا۔ یس سر کہنا تو جیسے میری گھٹی میں پڑا ہو۔ یہی وجہ ہوگی کہ ڈیلٹن نے اس میٹنگ میں مجھے بھی شریک کر لیا تھا۔ ویسے کوئی تابعدار ماتحت قریب نہ ہو تو دوسرے کو خود کے باس ہونے کا یقین دلانا ذرا مشکل ہوتا ہے۔

جب مجھے باس نے میٹنگ میں شامل ہونے کو کہا تو دل ہی دل میں اس پر میں نے سخت لعن طعن کی۔ اس وقت میرے ذہن میں صرف اپنا منصوبہ اور اس پر کامیابی سے عمل کرنا تھا۔ مجھے وہ میٹنگ اپنے زاویے سے وقت کا زیاں لگی تھی۔ دل تو چاہتا تھا کہ ٹکا سا جواب دے کر اپنی راہ لوں لیکن ایک بے وقعت ملازم کے لیے باس کے حکم پر عمل کے سوا کوئی اور چارہ نہیں ہوتا۔

مسٹر لارنس نے میٹنگ کے دوران بتایا کہ وہ اپنے سرمائے کو محفوظ بنانے اور مزید دولت حاصل کرنے کے لیے بینک کی منافع بخش اسکیموں میں دلچسپی رکھتا ہے۔ ڈیلٹن کو بینک کے لیے بڑا ڈپازٹ حاصل کرنے کا سنہری موقع ہاتھ لگا تھا لیکن حقیقت یہ تھی کہ وہ بینک کی منافع اسکیموں کے بارے میں اتنی زیادہ معلومات نہیں رکھتا تھا کہ فر فر سنا کر ممکنہ کلائنٹ کو ڈپازٹ دینے پر آمادہ کر سکے۔ ویسے بھی باس کو فنانس سے زیادہ مینجمنٹ میں دلچسپی تھی۔ مجھے تو جیسے سب اسکیمیں ازبر تھیں۔ میں رٹو توتے کی

www.urdupalace.com

طرح انہیں سنا کر دوسرے کی دلچسپی ان اسکیموں میں پیدا کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا تھا۔ میں دوبار ان صلاحیتوں کو پہلے بھی کامیابی سے استعمال کر چکا تھا، جس کے باعث باس مجھ سے کافی مرعوب تھا لیکن اس بات کا پتا نہیں چلنے دیتا تھا۔ خود مجھے بھی بینک کی ملازمت اختیار کرنے کے بعد ہی اپنی اس صلاحیت کا پتا چلا تھا۔

میٹنگ روم میں صرف تین افراد تھے۔ باس، میں اور لارنس۔ چاپلوس ڈیلٹن نے کلائنٹ کو مرعوب کرنے اور اس کی عزت افزائی کے اظہار کے لیے خود اپنے ہاتھوں سے کریم کافی بنائی تھی۔

''سب سے پہلے تو میں آپ کو عمدہ کافی کے ساتھ لانگ برانچ میں خوش آمدید کہنا چاہوں گا۔'' ڈیلٹن نے جھک کر اس کے سامنے کافی رکھتے ہوئے خالص پیشہ ورانہ گفتگو کا آغاز کیا۔

''عمدہ کافی......'' لارنس نے مگ کی طرف دیکھا اور ذو معنی لہجے میں کہا۔

''جی بالکل......'' ڈیلٹن کی باچھیں کھل گئی تھیں۔ ''ہم بینک کے خاص کلائنٹس کو اسی طرح خوش آمدید کہتے ہیں۔''

مجھے لگا کہ شاید لارنس نے طنزیہ انداز میں وہ جملہ کہا تھا مگر باس سوچتا کم تھا۔ اس نے اُسے بھی تعریف سمجھا۔ ویسے بھی میں اچھی طرح جانتا تھا کہ لارنس کی شخصیت سے مرعوب ڈیلٹن اس وقت صرف ڈپازٹ حاصل کرنے کا ہی سوچ رہا تھا۔ اگر اس کی خاطر اسے اپنے قیمتی کوٹ کی اوپری جیب میں اُڑسے سِلک رومال سے کلائنٹ کے جوتے بھی صاف کرنے پڑ جاتے تو وہ اس میں بھی کوئی قباحت محسوس نہ کرتا۔

لارنس نے بڑے وقار سے مگ اٹھا کر کافی کا گھونٹ بھرا۔ چند لمحے تک اِدھر اُدھر بے پروائی سے دیکھتا رہا۔ کچھ دیر کی بے مصرف نظر بازی کے بعد اس نے ڈیلٹن کے چہرے پر نگاہیں جمائیں۔ ''کافی اچھی ہے۔'' یہ کہہ کر لمحہ بھر توقف کیا ''مگر......'' مزید کچھ کہنے کے بجائے وہ بات ادھوری چھوڑ کر مگ کو دیکھنے لگا۔

''کیا سر! میں کچھ سمجھا نہیں۔'' ڈیلٹن نے چونک کر پوچھا۔

لارنس نے فوری طور پر کچھ کہنے کے بجائے سکون سے گھونٹ بھرا اور مگ میز پر رکھ کر، جیب سے رومال نکالا اور شائستگی سے ہونٹ صاف کیے۔ ''مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ ہیڈ آفس نے اس کا نام لانگ برانچ کیوں رکھا ہے۔'' یہ کہہ کر ہونٹ سکیڑے۔ ''معاف کیجیے گا بڑا عجیب سا نام ہے لانگ برانچ......'' یہ کہتے ہوئے اس کی بھویں اوپر نیچے ہو رہی تھیں۔

ڈیلٹن نے بے چینی سے کرسی پر پہلو بدلا اور میز پر دونوں کہنیاں ٹکاتے ہوئے گردن آگے کی طرف جھکائی۔ وہ کلائنٹ کے ہر سوال کا تسلی بخش جواب دینے پر یقین رکھتا تھا اور یہاں صورت یہ تھی کہ کلائنٹ ڈپازٹ پر بات شروع کرنے سے پہلے برانچ کے نام پر ہی سوال اٹھا رہا تھا۔

''ایک بات تو ہے مسٹر لارنس......'' یہ کہہ کر وہ مسکرایا۔ ''ہماری برانچ کا نام ہے بہت منفرد۔ اب یہی دیکھ لیجیے کہ خود آپ اسے نوٹس کر چکے ہیں۔'' اس نے بات بنانے کی کامیاب کوشش کی تھی۔

لارنس نے کچھ کہنے کے بجائے اپنی نگاہیں اس کے چہرے پر گڑائیں۔ ''تو یہ نام انفرادیت کے لیے رکھا گیا؟'' لہجہ سوالیہ تھا۔

''ارے نہیں سر، ایسا ہرگز نہیں۔'' ڈیلٹن نے کسمساتے ہوئے پھر پہلو بدلا۔ ''ہیڈ آفس نے برسوں پہلے کھلنے والی اس برانچ کا نام تو شاید کچھ اور رکھا ہوگا لیکن بات دراصل یہ ہے کہ ہمارے بینک کی یہ برانچ لانگ اسٹریٹ پر واقع ہے۔ اسی وجہ سے لوگوں نے لانگ برانچ پکارنا شروع کیا اور پھر ہم نے بھی لوگوں کا یہ لقب قبول کر لیا۔ اب برانچ کا دفتری نام بھی یہی ہے۔'' یہ کہہ کر اس نے ستائش طلب نگاہوں سے اسے دیکھا۔

''کسی سیلون، ریستوران یا کافی شاپ کی طرح۔'' لارنس منہ ہی میں بڑبڑایا۔ ''کیا عجیب بات ہے، کیسا نام پڑا ہے۔''

ڈیلٹن اُس کا زیرِ لب تبصرہ سُن چکا تھا۔ اپنی بھرپور وضاحت کے جواب میں کلائنٹ کا یہ تبصرہ اسے بدتہذیبی لگا۔ اس کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا تھا۔ کوئی اور وقت ہوتا تو وہ اسے مزید ایک منٹ کے لیے بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا لیکن اس وقت بات کچھ اور تھی۔ اس نے خود کو سنبھالا اور معصومانہ مسکراہٹ چہرے پر سجائی۔ ''معاف کیجیے گا سر، کیا آپ مجھ سے کچھ کہہ رہے تھے؟''

''میرا مطلب ہے بڑا عجیب سا نام پڑا ہے برانچ کا، بالکل ویسے ہی جیسے گن اسموک......'' اس کا لہجہ مفاہمانہ تھا۔ شاید وہ ڈیلٹن کے جذبات کا اندازہ لگا چکا تھا۔

''سر! اب ایسا بھی عجیب نام نہیں ہے یہ۔'' میں نے مداخلت کی تو اس نے چہرہ میری طرف موڑا۔ نفیس کمانیوں والے چشمے کے شفاف شیشوں سے اس کی آنکھیں مجھے گھور رہی تھیں۔

اس کے یوں گھورنے سے مجھے لگا کہ اس بے مقصد

www.urdupalace.com

موضوع کو کسی دلچسپ موڑ پر لے جا کر ختم کرنا ہوگا تاکہ کام کی بات شروع ہو سکے۔ مجھے ڈیلٹن کی نہیں، اپنی فکر تھی۔ لگ رہا تھا کہ جیسے یہاں وقت ضائع ہو رہا ہو۔ کمرے میں سکوت طاری تھا۔ میں مسکرایا اور پھر ہلکے سے کھنکھار کر گلا صاف کیا اور نرم لہجے میں کہنا شروع کیا۔ ”اب یہی دیکھ لیں سر، ہماری برانچ کی ہیڈ کیشیئر کا نام مس کٹی ہے مگر وہ گلک میں پیسے جمع کرنے کے بجائے دن بھر کھاتے داروں کے چیک کیش کر کے نوٹ تھماتی رہتی ہیں۔“ یہ کہہ کر میں پھر مسکرایا۔ ”یہ ضروری تو نہیں کہ کام اور نام، دونوں میں مماثلت بھی ہو۔“

توقع تھی کہ میرے اس نکتے پر میٹنگ روم میں لارنس کا قہقہہ گونجے گا مگر اس کے بعد بھی چند لمحوں تک سناٹا طاری رہا۔ اس کا چہرہ سپاٹ تھا۔ ہلکی سی مسکراہٹ کا شائبہ تک نہ تھا۔ میرا خیال تھا کہ وہ بھی یہی سوچ رہا ہوگا کہ ہمیں جانا کہاں تھا لیکن نکلے کہاں ہیں۔

”مسٹر لارنس......“ آخر ڈیلٹن نے کھنکھارتے ہوئے کمرے میں چھائی خاموشی توڑی۔ ”کیا آپ اس علاقے میں نئے شفٹ ہوئے ہیں؟“

”نہیں نہیں، اب ایسا بھی نہیں ہے۔“ لارنس نے فوراً لب کشائی کی۔ ”دراصل میرے پاس کافی دولت ہے لیکن وہ صرف بینک کھاتوں میں ہے۔ سال چھ مہینوں میں منافع ملتا ہے تو دولت کا قد تھوڑا سا بڑا ہو جاتا ہے ورنہ تو......“

ڈیلٹن نے اس کی بات بیچ سے ہی اُچک لی۔ ”اوہ...... اسی لیے آپ بینکنگ سیکٹر میں سرمایہ کاری کرنا چاہتے ہیں۔“ اس کے چہرے پر خوشی کے آثار نمایاں تھے۔ کام کی بات شروع ہو چکی تھی۔

لارنس مسکرایا۔ ”ہوشیار بینکر ہو۔“

”شکریہ......“ اپنی تعریف سن کر اس کی باچھیں کھل گئی تھیں۔

”میں ساری دولت کی تو نہیں البتہ کچھ رقم کی سرمایہ کاری کرنا چاہتا ہوں۔“

”اندازاً کتنی رقم......“ ڈیلٹن نے بے تابی سے پوچھا۔

”یہی کوئی پچاس ساٹھ ملین ڈالر......“ لارنس نے بھویں اچکاتے ہوئے ایسے کہا کہ جیسے یہ کوئی رقم ہی نہ ہو۔

ڈیلٹن پر ایک لمحے کے لیے سکتہ طاری ہو گیا۔ اس کی پوری زندگی میں کبھی کسی کلائنٹ نے اتنی بڑی رقم ڈپازٹ نہیں کی تھی۔ اسے لگا کہ اب تو اس کی ترقی پکی ہونے والی ہے۔

”پچاس ساٹھ ملین ڈالر......“ وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑایا۔ اگر سامنے کلائنٹ نہ ہوتا تو شاید وہ خوشی کے مارے ناچنا شروع کر دیتا لیکن فی الوقت اسے سنجیدگی دکھانی تھی۔

”کیا یہ رقم کم ہے؟“ باس کو سوچ میں ڈوبا دیکھ کر لارنس نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

”ایسی بات نہیں ہے۔“ ڈیلٹن مسکرایا۔ ”میں سوچ رہا تھا کہ آپ کے لیے کون سی اسکیم سب سے بہتر رہے گی۔“

لارنس نے سنجیدگی سے ہم دونوں کی طرف دیکھا اور کچھ توقف کے بعد کہنے لگا۔ ”مجھے سرمایہ کاری کے منصوبوں کا بہت زیادہ علم نہیں۔ میں تو شاید اسٹاک مارکیٹ چلا جاتا لیکن میرے ایک دوست نے مشورہ دیا کہ اپنی رقم اس بینک میں لگانی چاہیے۔“ یہ کہہ کر لارنس نے لمحہ بھر توقف کیا اور ڈیلٹن کی طرف دیکھا۔ ”مورگن براگ میرا پرانا دوست ہے، آپ جانتے ہیں اسے۔ وہ سرمایہ کاری کے شعبے کا ایک معتبر مشیر ہے۔“

یہ سن کر ڈیلٹن نے کچھ سوچا اور پھر دونوں بھویں اچکائیں۔ ”یاد نہیں پڑتا کہ کب ان سے ملا ہوں لیکن مجھے یقین ہے کہ جانتا ضرور ہوں گا۔“ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ بات بنا رہا ہے ورنہ اس وقت تو اسے صرف ایک ہی بات یاد تھی......ڈپازٹ۔

لارنس کی بات سن کر مجھے یاد آ گیا کہ مورگن براگ ایسٹ کوسٹ کے ایک بڑے بینک سے وابستہ تھا۔ اس کے بعد اس نے کارپوریٹ سیکٹر جوائن کیا اور اب اس کی ماتحتی میں کئی بڑے بینکوں کا ایک کنسورشیم کام کر رہا تھا۔ مجھے یقین نہ تھا کہ لارنس اسی مورگن براگ کے بارے میں کہہ رہا ہے یا وہ مورگن کوئی اور ہے۔ میں بینکاری کے شعبے میں مورگن کی شہرت اور اس کی چھاپا مار کارروائیوں کے بارے میں تھوڑا بہت سن اور پڑھ چکا تھا۔ وہ اچانک اپنے ماتحت بینک کی کسی برانچ کا دورہ کرتا اور ناقص سیکیورٹی انتظامات، کھاتے داروں کو سہولتوں کی فراہمی میں کمی اور اس طرح کے دیگر چھوٹے موٹے انتظامات مکمل نہ کرنے پر ملازمین کو ملازمت سے دودھ سے مکھی کی طرح نکال باہر کر دیتا تھا۔

گزشتہ تین ماہ کے دوران وہ لیونا ہنزلے سمیت کئی لوگوں کو فارغ کر چکا تھا۔ لیونا ہنزلے ایک بڑے بینک کا اسسٹنٹ وائس پریزیڈنٹ تھا۔ میں نے اس کے بارے میں واشنگٹن پوسٹ کے مالیاتی صفحات پر ایک تفصیلی رپورٹ پڑھی تھی۔ کچھ دنوں پہلے اڑتی اڑتی یہ افواہ میرے کانوں تک بھی پہنچی تھی کہ وہ کسی وقت ہماری برانچ پر بھی دھاوا بول سکتا ہے۔ اگرچہ ہماری برانچ نیو یارک کے مضافاتی علاقے میں تھی تاہم اس افواہ میں ایک صداقت یہ تھی کہ مورگن کا

www.urdupalace.com

ہیڈ آفس نیویارک میں ہی تھا اور وہ بہ آسانی ہماری برانچ پر بھی چھاپا مار سکتا تھا۔ ویسے بھی ہمارا بینک اس کے ماتحت بینکوں میں سے ایک تھا۔ کم از کم میں تو ایسے کسی بھی وقت کے لیے خود کو بالکل تیار کر چکا تھا لیکن مسئلہ یہ تھا کہ اگر ایسا ہوا تو میں اسے پہچانوں گا کیسے۔ وہ ہر جگہ ایک مختلف روپ میں پہنچتا تھا۔ لمحہ بھر کو خیال آیا کہ کہیں یہ مورگن تو نہیں۔ میں نے غور سے اسے دیکھا اور سکھ کا سانس لیا۔ مورگن کے بارے میں اخباری اطلاعات تھیں کہ اس کا قد خاصا لمبا ہے لیکن لارنس کا قد ایسا نہیں تھا کہ اسے لمبا کہا جا سکے۔

''یہ اچھا ہوا کہ ہم اپنے موضوع پر واپس آ چکے ہیں۔'' ڈیلٹن نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''میرے خیال میں جیمز تم مسٹر لارنس کو ہمارے بینک کی سرمایہ کاری کی تازہ ترین پُرکشش پیشکشوں کے بارے میں تفصیلی طور پر بتاؤ۔ تاکہ انہیں فیصلہ کرنے میں آسانی ہو سکے۔''

''بالکل ٹھیک......'' میں نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور تیزی کے ساتھ زبان چلانی شروع کر دی۔ اگرچہ یہ محسوس کر رہا تھا کہ لارنس میری باتوں پر پوری طرح دھیان نہیں دے رہا لیکن میں اپنا فرض پورا کرتا رہا۔ چند منٹ میں ہی سرمایہ کاری پر بینک کی تمام تر پیشکشیں اس کے گوش گزار کر دیں۔

میری بات ختم ہونے پر لارنس نے بے نیازی سے گردن موڑی اور میٹنگ روم کے شیشے والی دیوار کے پار دیکھنے لگا۔ اس وقت لابی میں صرف تین چار لوگ ہی موجود تھے۔ ہلکے اوورکوٹ کی دونوں جیبوں میں ہاتھ ڈال کر کھڑا ادھیڑ عمر کا ایک طویل القامت مرد، کندھے پر بڑا سا بیگ لٹکائے خوش شکل نوجوان لڑکی، بینک کے واحد کیش کاؤنٹر پر چیک کیش کی منتظر ایک بوڑھی عورت اور ہیڈ کیشیئر مس کٹی۔ سب اپنی باری کے انتظار میں تھے۔ بینک کی اسسٹنٹ کیشیئر ڈیزی کینسن آج اتفاقیہ چھٹی پر تھی۔ اسی لیے یہ لائن لگی تھی ورنہ ہماری برانچ میں اتنی تیز رفتاری سے کام ہوتا تھا کہ کھاتے دار کو انتظار کی بالکل بھی زحمت نہیں ہوتی تھی۔

میں نے گردن موڑ کر سامنے کی طرف دیکھا۔ شیشے کے پار باہر سڑک پر موسمِ بہار کی گہما گہمی تھی۔ کاریں زناٹے سے آ جا رہی تھیں۔ فٹ پاتھ پر لوگوں کی چہل پہل تھی مگر برانچ کے اندر نہایت سکون اور خاموشی کا عالم تھا۔ میں نے گہری سانس لی اور لارنس کی طرف دیکھا۔ وہ لابی کی طرف ہی دیکھے جا رہا تھا۔ میں نے ڈیلٹن پر نظر ڈالی، وہ بھی خاموش تھا۔ میں سمجھ رہا تھا کہ لارنس شاید ہماری پیشکشوں پر غور کر رہا ہے۔ اسی لیے خاموشی سے اس کی لب کشائی کا منتظر رہا۔

چند لمحے اسی طرح گزر گئے۔ لارنس کی نگاہیں کبھی ہم پر پڑتیں اور کبھی لابی کا طواف کرتی رہتیں۔ اسی دوران اس نے کوٹ کے اندر ہاتھ ڈالا۔ میں سمجھا کہ شاید وہ چیک بک نکالنے جا رہا ہے۔ میں نے ایک نظر فرش پر ڈالی اور ایک قدم آگے بڑھانے کی کوشش کرنی چاہی۔ میں چاہتا تھا کہ وہ چیک لکھ لے تو اس سے وصول کر کے نہایت تابعداری کے انداز میں ڈیلٹن کو پیش کروں۔

اس سے پہلے کہ میرے پاؤں فرش سے اٹھتے، برابر کی کرسی پر بیٹھے ڈیلٹن نے میرا کوٹ پکڑ کر روکنے کی کوشش کی اور منہ ہی منہ میں بڑبڑایا۔ ''اس کے پاس پستول ہے۔'' اس کی آواز کپکپا رہی تھی۔ اب پوری بات سمجھ آ چکی تھی۔

''کیا......'' میرے منہ سے بے ساختہ نکلا۔ میں نے سامنے نظر ڈالی۔ لارنس کے ہاتھ میں پستول تھا اور ہونٹوں پر خباثت بھری مسکراہٹ۔

اس کی توقع تو مجھے کیا میرے باس کو بھی نہ تھی۔ کہاں لینے کی باتیں تھیں اور اب دینے کا معاملہ گلے پڑ گیا تھا۔ لمحے بھر کو تو میں بھنّا کر رہ گیا۔ دل میں سوچا کہ یہ تو میرے رنگ میں بھنگ ڈالنے جا رہا ہے۔ دل میں خیال آیا کہ اس پر ایک چھلانگ لگا کر قابو کر لوں۔ اس سے پہلے کہ میں کچھ کرتا، وہ تیزی سے اٹھا۔ پستول کا رخ ہم دونوں کی جانب تھا۔ اس نے کچھ کہنے کے بجائے ذومعنی نگاہوں سے ہماری طرف دیکھا اور ہلکے سے مسکرایا۔ صورتِ حال پوری طرح صاف ہو چکی تھی۔

''گڈ...... ویری گڈ۔ بس اسی طرح بیٹھے تماشا دیکھتے رہو ورنہ......'' اس نے پستول والا ہاتھ آگے بڑھایا۔

باس پہلے ہی کرسی پر ڈھے چکا تھا۔ یہ حکم سن کر تو جیسے کرسی پر ہی نیم دراز ہو گیا۔

لارنس مسکراتا ہوا اس طرح آگے بڑھا کہ ہم دونوں بدستور اس کے نشانے پر رہے۔ وہ آہستہ سے میٹنگ روم سے نکلا اور دروازہ باہر سے لاک کر دیا۔ میں نے آگے بڑھنے کی کوشش کی مگر لگتا تھا جیسے پاؤں زمین میں دھنس چکے ہوں۔ ڈیلٹن بے جان بنا کرسی میں دھنسا تھا۔ اس کی آنکھیں پھٹی اور منہ حیرت نہیں خوف سے کھلا ہوا تھا۔ میں نے سامنے کی طرف نظر ڈالی۔ لارنس کیش کاؤنٹر کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اس کے ہاتھ میں پستول کو لابی میں موجود تمام لوگ دیکھ چکے تھے۔ جو جہاں تھا، وہیں جم گیا۔

www.urdupalace.com

مس کٹی کے دونوں ہاتھ منہ پر تھے، جیسے زبردستی خود کو چلانے سے روک رہی ہو۔ اس کی آنکھوں سے خوف جھلک رہا تھا۔ کاؤنٹر پر کھڑی عورت تیزی سے پلٹی۔ اس کے ایک ہاتھ میں ڈپازٹ سلپ تھی۔ اس نے جو دیکھا، اس کے فوری بعد اس کا دوسرا ہاتھ دل پر تھا۔ وہ پتے کی طرح لرز رہی تھی۔ قطار میں کھڑی دوسری عورت کی بھی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں۔ کیش کاؤنٹر کی مختصر قطار کے درمیان میں کھڑے شخص نے بھی خاموشی میں بہتری سمجھی۔ اس نے اوورکوٹ کی جیب میں موجود ہاتھوں کی مٹھیاں شاید اور سختی سے بھینچ لی تھیں۔ لگتا تھا جیسے اس کی سب سے قیمتی چیز جیب میں رکھی ہو۔

بینک لٹنے جا رہا تھا۔ یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ لارنس جیسے خوش پوش ڈاکو کو بینک لوٹتا دیکھنا ان سب کی زندگیوں کا پہلا اور منفرد تجربہ تھا۔ خود میرے لیے بھی لارنس جیسی شخصیت کا یہ روپ نہایت حیرت انگیز تھا۔ کچھ دیر پہلے تک اس کا شاہانہ انداز میرے لیے آئیڈیل تھا مگر اب میری سوچ بدل رہی تھی۔ مجھے یقین تھا کہ لارنس اس کا اصل نام نہیں ہوگا۔ کون ڈاکو اپنا اصل نام بتا کر بینک لوٹتا ہے۔ ویسے اس پر شدید غصہ بھی آ رہا تھا۔ بینک لٹتا تو میرے خواب لٹ جاتے۔ رات بھر کا جاگنا اکارت جاتا، اوپر سے میں آج صبح مس کٹی سے جو ڈراما کر چکا تھا، باقی کے دنوں میں اس کا خراج بھرنا پڑ سکتا تھا۔ میرے ساتھ تو وہی بن کھائے پیے گلاس توڑنے جیسا معاملہ ہونے جا رہا تھا۔ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کروں۔

لارنس، کم از کم اب تک میرے لیے اس کا نام یہی تھا، سب کو پستول کی زد پر لیے آگے بڑھا اور اوورکوٹ والے آدمی کے پیچھے جا کر ایک ہاتھ اس کی گردن میں ڈال کر ہلکا سا جھٹکا دیا۔ وہ شخص دُہرا ہو چکا تھا۔ دوسرے ہاتھ سے لارنس نے اس کا بازو مروڑ کر پیچھے کیا۔ اب وہ شخص گھٹنوں کے بل فرش سے بس کچھ ہی اونچا زمین پر تھا۔

”آگے بڑھو۔“ لارنس نے قطار میں کھڑی خوش شکل نوجوان عورت کو گھورتے ہوئے حکم دیا۔

”کیا......“ اس کی آواز کپکپا رہی تھی۔

”اس کے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالو......“ لارنس نے اوورکوٹ والے مرد کی طرف اشارہ کیا۔

”کیا...... سمجھی نہیں۔“ خوف سے عورت کی آواز لرز رہی تھی۔ اس کا جسم بھی کپکپا رہا تھا۔

”جیب میں ہاتھ ڈالو اور پستول نکال کر مجھے دو۔“ لارنس کا لہجہ دھمکی آمیز تھا۔

عوت نے لرزتے ہوئے ایک قدم آگے بڑھایا اور گھٹنوں کے بل نیم زمین بوس شخص کے اوورکوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ اگلے لمحے اس کا ہاتھ باہر نکلا تو اس میں سیاہ چمکدار پستول دبا ہوا تھا۔

”اسے نال کی طرف سے پکڑو۔“ اس سے پہلے کہ عورت سیدھی کھڑی ہوتی، وہ رعب دار آواز میں بولا۔

وہ کانپتے ہوئے سیدھی کھڑی ہوئی تو لارنس نے آنکھوں سے اشارہ کر کے قریب بلایا۔ عورت کا پستول والا ہاتھ تیزی سے کانپ رہا تھا۔ پستول بھی اس نے نال کی طرف سے ایسے پکڑ رکھا تھا، جیسے کسی موذی سانپ کو سر کی طرف سے پکڑ رکھا ہو۔

”پستول کے دستے کو اس آدمی کی کھوپڑی پر ہتھوڑے کی طرح مارو۔“ عورت نے پستول لارنس کو دینے کی کوشش کی مگر اس نے لینے کے بجائے اسے نیا حکم دے دیا۔

اس کی بات سن کر تو جیسے عورت کو سانپ سونگھ گیا۔ وہ بُری طرح کانپ رہی تھی۔

”سنا نہیں تم نے......“ لارنس نے دانت کچکچا کر کہا۔

”پوری قوت سے دستہ مارو اس کے سر پر۔“

”کیا......“ وہ منمنائی۔

لارنس نے پستول کی نال اس کی طرف کر کے آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔ عورت کے پاس حکم ماننے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ اس نے گہری سانس لی اور ایک قدم آگے ہو کر نال سے پکڑے پستول کو اوپر اٹھایا اور اگلے ہی لمحے دستہ پوری قوت سے اُس کے سر کے پچھلے حصے کی طرف مار دیا۔ چوٹ پڑتے ہی وہ کٹے پیڑ کی طرح فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ اب اس کے ہاتھ اوورکوٹ کی جیب سے باہر تھے۔ ایک مٹھی میں کاغذ کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا دبا ہوا تھا۔ اس کے گرتے ہی گرفت ڈھیلی پڑی۔ وہ کاغذ کا ٹکڑا غیر محسوس طور پر کیش کاؤنٹر کے قریب فرش پہ جا پڑا تھا۔

لارنس نے گہری سانس لی اور آگے بڑھ کر عورت کے ہاتھ سے پستول اُچک لیا۔ ”دونوں ہاتھ اوپر اٹھالو۔“ اس کے بعد وہ ادھیڑ عمر عورت کی طرف مڑا۔ ”کیا نام ہے تمہارا۔“

”کیتھی...... کیتھی بیرنس۔“ وہ بھی خوف زدہ نظر آ رہی تھی۔

”لاؤ، یہ مجھے دے دو“ لارنس نے پستول سے اشارہ کیا۔

کیتھی نے ہاتھ میں ایک باکس تھام رکھا تھا۔ یہ سنتے ہی

www.urdupalace.com

اس کی گرفت سخت ہوگئی۔
لارنس نے پستول کی نال اس کے سر کی طرف کی۔ عورت نے خاموشی سے جھک کر باکس اس کے قدموں تلے رکھ دیا۔

''بیگ بھی......'' لارنس نے ہاتھ آگے بڑھایا۔ عورت کے کندھے سے لٹکتا بیگ اب اس کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے زپ کھولی اور ہاتھ اندر ڈالا۔ ہاتھ باہر نکلا تو اس میں ایک رسی موجود تھی۔ لارنس نے مسکراتے ہوئے انہیں دیکھا۔

''چلو اب ایک دوسرے کے ہاتھ پیچھے کی طرف باندھو۔''

چند منٹوں میں ہی لابی میں موجود تمام لوگ ایک دوسرے کے ہاتھ پیچھے کر کے باندھ چکے تھے۔ فرش پر پڑے شخص کے ہاتھ لارنس نے خود باندھے تھے۔ تمام لوگ اب اس کے رحم و کرم پر تھے۔

''اب سب آگے چلو۔'' اس نے مس کٹی کی طرف پستول کیا۔ ''اور تم اسٹرانگ روم کی چابیاں نکالو۔''

اگلے ہی لمحے وہ انہیں لے کر کوریڈور میں بڑھ گیا۔

میرے جسم کا تناؤ بڑھ گیا تھا۔ میں سب کچھ اتنی آسانی سے نہیں ہونے دینا چاہتا تھا۔ بینک لٹتا تو میرے خواب...... یہ خیال آتے ہی میرا فشارِ خون تیز ہوگیا۔ کنپٹیوں پر دباؤ محسوس ہو رہا تھا۔ یہی وہ فیصلہ کن لمحہ تھا جب میں نے سوچا کہ ایک زوردار لات مار کر میٹنگ روم کا دروازہ توڑ کر باہر نکلوں اور اسے سبق سکھاؤں۔ میرے بازو کی مچھلیاں تن رہی تھیں۔ میں سیکیورٹی گارڈ نہ تھا کہ خود فیصلہ کرتا، مڑ کر برابر میں دیکھا۔ میں اپنے باس سے ہدایت لینا چاہتا تھا لیکن وہ فرش پہ پڑا تھا۔ اس کی ٹانگیں سیدھی اور بازو پھیلے ہوئے تھے۔ میں جھکا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں لیکن اس کی سانسیں معمول کے مطابق چل رہی تھیں۔ وہ صرف خوف زدہ تھا۔

''لابی سے دھواں آ رہا ہے۔'' ڈیلٹن نے میرا ہاتھ اپنے سینے پر محسوس کیا تو جھٹ سے آنکھیں کھولتے ہوئے کہا۔

میں نے بھی گہری سانس لی۔ دھواں پھیلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

''لگتا ہے اسموک بٹن آن ہوگیا ہے۔'' میں نے کہا۔

اسموک بٹن حفاظت کے لیے تھا۔ اس سے دھواں پھیلتا ہے، جس سے ایک طرف تو ڈاکوؤں کو نظر نہیں آتا تو دوسری جانب بینک کے باہر لوگ یہ سوچ کر کہ اندر آگ لگ گئی ہے پولیس یا فائر بریگیڈ کو اطلاع کر سکتے تھے۔ دھوئیں سے یرغمال بنائے گئے کسٹمر کی جان کو لاحق خطرات بھی کم کرنے میں مدد ملتی ہے۔ دھواں ابھی پھیلنا شروع ہی ہوا تھا۔ میں سمجھ گیا کہ مس کٹی نے اسٹرانگ روم کھولتے ہوئے اسموک بٹن آن کر دیا ہوگا۔

میں نے ایک نظر لابی پہ رکھی ہوئی تھی۔ دروازہ بند تھا۔ اِردگرد نظر ڈالی تاکہ کوئی ایسی چیز مل سکے، جس سے دروازہ کھول کر باہر نکل سکوں مگر میٹنگ روم میں ایسا کچھ نہ تھا۔

میں نیچے جھکا۔ ''کچھ ہے ایسا، جس سے دروازے کا لاک کھولا جاسکے۔''

ڈیلٹن نے انکار میں سر ہلا دیا۔

اچانک میرے ذہن میں ایک خیال آیا۔ میں سیدھا کھڑا ہوا۔

''تم کیا کرنے جا رہے ہو؟'' ڈیلٹن چلایا۔

''جھک مارنے جا رہا ہوں۔'' میں نے پرس سے اے ٹی ایم کارڈ نکالتے ہوئے بھنا کر جواب دیا۔

''بھاڑ میں جاؤ۔''

سنی ان سنی کر کے دروازے کی چوکھٹ سے لاک کے قریب، جھری سے کارڈ ڈال کر لاک کھولنے کی کوشش کی۔ چار پانچ منٹ بعد ایک ہلکی سی کلک سنائی دی۔ دروازہ کھل چکا تھا۔ میں تیزی سے باہر نکلا۔ لابی خالی تھی۔ کیش کاؤنٹر سے آگے بڑھا تو دھواں اٹھتا محسوس ہوا۔ میں تیزی سے آگے بڑھا۔ اسٹرانگ روم اور لاکرز دونوں ہی ایک ہال نما کمرے میں تھے۔ دھواں وہیں سے آ رہا تھا۔ اسٹرانگ روم کوریڈور کے اختتام پر تہ خانے میں تھا، جس کے لیے چند سیڑھیاں نیچے اترنا پڑتا تھا۔

میں بنا آہٹ کیے اندر داخل ہوا تو مس کٹی، مسز کیتھی اور نوجوان عورت، تینوں دیوار کی طرف منہ کیے کھڑی تھیں۔ لارنس کئی لاکرز کھول چکا تھا۔ میں اندر داخل ہوا تو دھواں بڑھتا جا رہا تھا۔ اگرچہ دھواں بڑھتا جا رہا تھا لیکن جب تک میں اندر داخل ہوا تب تک یہ اتنا نہ تھا کہ کچھ دیکھنا ممکن نہ ہوتا۔

فرش پہ ایک تھیلا پڑا تھا۔ کئی لاکرز کھلے ہوئے تھے۔ میرے پہنچنے پر وہ لاکرز نمبر سترہ کھول رہا تھا۔ جیسے ہی اس نے دروازہ کھولا، میں نے اس کی طرف چھلانگ لگائی۔ وہ پلٹا اور گھوم کر کِک مارنے کی کوشش کی لیکن اسی دوران میں اسے پیچھے کی طرف سے دبوچ چکا تھا۔ وہ خود کو چھڑانے اور مجھ پر قابو پانے کے لیے سخت مزاحمت کر رہا تھا۔

''تم لوگ لابی میں بھاگو۔'' مزاحمت کے دوران میں

www.urdupalace.com

چلایا۔

وہ بھی سمجھ گیا تھا کہ بازی پلٹ چکی ہے۔ اس کی مزاحمت میں بھی تیزی آچکی تھی۔ مجھے اندازہ نہ تھا کہ دبلے پتلے نظر آنے والے لارنس میں اتنی جان ہوسکتی ہے کہ وہ میرے قابو میں نہ آسکے، وہ لیکن بلا کا پھرتیلا تھا۔ پوری طرح جان لڑانے کے باوجود میں نے اسے پیچھے سے دبوچ رکھا تھا۔ اسے فرش پہ پٹخنا چاہتا تھا لیکن وہ اتنی تیزی سے مچل رہا تھا کہ مجھے اپنا توازن سنبھالنا مشکل تھا۔ اسی دوران اس نے پوری شدت کے ساتھ میری کلائی پہ کاٹ لیا۔ میں تڑپ کر رہ گیا۔ میری گرفت کچھ کمزور پڑ چکی تھی لیکن میں اس کے باوجود وہ بدستور گرفت میں تھا۔ اچانک وہ کچھ اس طرح اچھلا کہ میری ٹھوڑی سے اس کا سر ٹکرایا۔ میرے دانت تک ایک دوسرے سے ٹکرا گئے۔ ٹکر اتنی شدید تھی کہ ایک لمحے کو لگا جیسے پورا جبڑا اپنی جگہ سے ہل گیا ہو۔ اسی دوران میری گرفت کچھ اور کمزور پڑی۔ بس یہی وہ لمحہ تھا جب اس نے خود کو مجھ سے تڑپ کر آزاد کرایا اور فرش پر رکھے تھیلے کو اٹھانے کی کوشش کی۔ تب تک میں خود کو کسی حد تک سنبھال چکا تھا۔ میں نے پلٹ کر اسے زوردار کِک مارنے کی کوشش کی لیکن بڑھتے دھوئیں میں میرا نشانہ غلط پڑا۔ اسے کیا کِک لگتی، میں اپنے ہی جھول میں منہ کے بل فرش پر گر پڑا۔

لارنس تھیلا اٹھانے ہی والا تھا کہ میں نے دوبارہ کوشش کی۔ اس بار نشانہ درست تھا۔ کِک اس کی ٹانگ پر پڑی۔ وہ ڈگمگایا۔ اس دوران میں اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ مجھے کھڑا ہوتا دیکھ کر اس نے تھیلا چھوڑا اور باہر کی طرف بھاگا۔ میں اس کے پیچھے بھاگنے کے بجائے تیزی سے پلٹا۔ یہ حالات میرے منصوبے کا حصہ نہ تھے لیکن اب اس پر سوچنے کا وقت نہ تھا۔ لاکر نمبر سترہ کھلا پڑا تھا۔ چابیوں کا گچھا بھی لٹک رہا تھا۔ میں نے جلدی سے اندر ہاتھ ڈالا۔ وہاں مخمل کی ایک تھیلی اور نوٹوں کی چند موٹی موٹی گڈیاں اور ایک لفافہ رکھا تھا۔ میں نے جلدی جلدی مخمل کی تھیلی اور نوٹ اپنی جیبوں میں بھرے۔ شرٹ کے بٹن کھول کر لفافہ بنیان کے اندر ڈالا اور لاکر کا دروازہ بند کر کے چابیوں کا گچھا فرش پر پھینک دیا۔

کمرے میں دھواں کافی بھر چکا تھا۔ میں جبڑا پکڑ کر کراہتے ہوئے باہر نکلا۔ ڈیلٹن عورتوں کے ہاتھ کھول چکا تھا۔

لابی میں بھی دھواں تھا۔ ”جلدی سے اسموک بٹن آف کرو۔“ میں نے کھڑکیاں کھولتے ہوئے مس کٹی سے کہا۔

سب تصویریں میری ہی ہیں!

مسز کیتھی اپنے موبائل سے ایمرجنسی کو فون ملا رہی تھی۔ ”پلیز فوراً پولیس بھیجو۔ اٹھائیس لانگ اسٹریٹ، بینک ڈکیتی۔“ یہ کہہ کر وہ لمحہ بھر کو رکی اور سامنے دیکھا۔ ”ایک ایمبولینس بھی بھیجو۔ یہاں پر ایک زخمی ہے۔“ وہ سخت بدحواس نظر آرہی تھی۔

لارنس کہاں ہے۔“ میں نے چلا کر پوچھا۔

”بھاگ گیا۔“ مس کٹی نے جلدی سے کہا اور میرے قریب آئی۔ ”مجھے تم پر فخر ہے۔ میں نے سب کچھ دیکھا کہ......“

”باتیں بعد میں، پہلے اسموک بٹن آف کرو۔“

”اوہ......“ موٹی مس کٹی ڈولتے ہوئے کوریڈور کی طرف جارہی تھی۔

اسموک بٹن آف ہونے کے بعد دھواں بتدریج کم ہو رہا تھا۔ میں نے سامنے دیکھا۔ اوور کوٹ والا شخص کرسی پر بیٹھا سر سہلا رہا تھا۔

www.urdupalace.com

"تم اس پر قابو نہیں پا سکے۔" ڈیلٹن میرے قریب آ کر چلایا۔

"میں خود زخمی ہو چکا ہوں۔" لارنس کے ساتھ دھینگا مشتی کے دوران میرا نچلا ہونٹ پھٹ چکا تھا۔ وہاں سے خون رس رہا تھا۔

"اوہ......" ڈیلٹن نے میرے چہرے کی طرف دیکھ کر کہا۔

"میں نے بڑی کوشش کی لیکن وہ بہت پھرتیلا تھا۔"

"خیر...... اس کے پاس پستول تھا۔ اگر اسے استعمال کرنے کا موقع مل جاتا تو......" ڈیلٹن نے مجھ سے ہمدردی دکھاتے ہوئے کہا۔

"اسے پستول چلانے کا موقع کیسے ملتا۔ میں نے تو اسے لوٹ کا مال بھی اٹھانے نہیں دیا۔"

"کیا......" ڈیلٹن چلایا۔ "بینک لٹنے سے بچ گیا۔" اس کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔ "تم نے تو کمال کر دیا۔"

"جی سر......" مس کٹی نے قریب آ کر ڈیلٹن سے کہا۔ "میں نے خود دیکھا ہے، وہ خالی ہاتھ بھاگا ہے یہاں سے۔ اور یہ سب کچھ ان کی وجہ سے ہوا۔" اس نے میری طرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے شرما کر کہا۔

"ویل ڈن......" ڈیلٹن چلایا۔ "تم نے تو آج سیکیورٹی گارڈ کی کمی بھی پوری کر دی۔" وہ بہت خوش نظر آ رہا تھا۔ وہ مس کٹی کی طرف مڑا۔ "تم فوراً اسٹرانگ روم کی طرف جاؤ اور دروازہ لاک کر دو۔"

"او کے......" مس کٹی دوبارہ اسٹرانگ روم کی طرف بڑھ رہی تھی۔

اسی دوران سر پر پستول کا دستہ کھانے والا بینک کسٹمر اپنی جگہ سے اٹھا۔ "بڑی قوت ہے تمہارے ہاتھ میں۔" وہ اس نوجوان خاتون سے مخاطب تھا، جس نے لارنس کے حکم پر اس کے سر پر وار کیا تھا۔

"آئی ایم ویری سوری......" اس کے چہرے پر شرمندگی نمایاں تھی۔ "میرا نام لورنا ہے اور میں کچھ رقم نکالنے آئی تھی۔" یہ کہہ کر وہ مسکرائی۔

"لیکن تم تو میرا بھیجا ہی نکال دینے والی تھیں۔"

"میرا ارادہ ہرگز ایسا نہ تھا۔" وہ خجالت سے مسکرائی۔

"میں مذاق کر رہا تھا محترمہ۔" وہ مسکرایا۔ "شکر ہے بات صرف گومڑے پر ہی ٹل گئی۔" اس نے ایک بار پھر سر کا پچھلا حصہ سہلایا۔ "لگتا ہے برف کی ٹکور کارگر ہو گی۔"

اسی دوران ایمبولینس اور پولیس سائرن کی ملی جلی آوازیں آنے لگیں۔ میں نے اپنے زخمی ہونٹ پر ہاتھ لگایا۔ وہ کچھ سوجا ہوا محسوس ہو رہا تھا لیکن خون کا رساؤ بند ہو چکا تھا۔

آدھا گھنٹے تک پولیس تفتیش میں لگی رہی۔ میں اور گومڑ والے دونوں نے ہی اسپتال جانے سے انکار کر دیا تھا۔ ایمبولینس کو خالی واپس جانا پڑا۔ دونوں کسٹمر عورتوں کو بیانات لے کر جانے کی اجازت دے دی گئی تھی۔

بینک کے اندر دو پولیس والے، ایک سراغرساں، مس کٹی، ڈیلٹن، گومڑے والا اور میں باقی رہ گئے تھے۔ پولیس والوں نے ڈاکو کا حلیہ تو نوٹ کر لیا تھا تاہم انہیں پورا یقین تھا کہ جس طرح واردات کی کوشش کی گئی تھی، اس سے لگتا یہی ہے کہ وہ روپ بدل کر آیا تھا۔ اسی لیے ڈاکو کا خاکہ بنوانے کا ارادہ بھی ترک کر دیا گیا۔

بینک سے کوئی شے لوٹی نہیں گئی تھی، پھر بھی پولیس تندہی سے ثبوت تلاش کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اسی دوران ایک پولیس والا میرے برابر کھڑے سراغرساں کے پاس آیا۔ "کیش کاؤنٹر کے قریب سے یہ پرچی ملی ہے۔"

"میں ایک ڈاکو ہوں اور پستول میری جیب میں ہے۔ خاموشی سے سارا کیش میرے حوالے کر دو۔" سراغرساں نے بہ آواز بلند پرچی پہ لکھی عبارت پڑھی۔

"کیا......" مس کٹی کا منہ حیرت سے کھلا رہ گیا تھا۔

"یہ پرچی ڈاکو نے تمہیں دی تھی۔" سراغرساں مس کٹی کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ پہلے ہی یہ جان چکا تھا کہ واردات کے وقت وہ کیش کاؤنٹر پر تھی۔

"مجھے تو اس نے کوئی پرچی نہیں دی تھی۔" اس نے کہنا شروع کیا۔ "وہ تو صرف اسٹرانگ روم میں جانا چاہتا تھا۔ کاؤنٹر پر موجود کیش میں اس کی کوئی دلچسپی نظر نہیں آ رہی تھی۔"

"تو پھر یہ کہاں سے آئی......" سراغرساں نے پرچی سب کے سامنے لہراتے ہوئے پوچھا۔

"یہ میری پرچی ہے۔" اوورکوٹ والا آدمی سر کا گومڑا سہلاتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھا۔

"کیا......" سراغرساں نے حیرت سے کہا۔

ایک پولیس والا اس شخص پر پستول تان چکا تھا۔

"یہ تحریر میں نے ہی لکھی ہے اور میرے پاس پستول بھی تھا۔" وہ شخص پولیس کے سامنے یہ کہتے ہوئے بھی بہت پُراعتماد دکھائی دے رہا تھا۔

ہم سب کے منہ حیرت سے کھلے ہوئے تھے۔ "کیا

www.urdupalace.com

مصیبت ہے۔ ایک وقت میں دو دو ڈاکو......''

''میں ڈاکو نہیں ہوں......'' اس نے ڈیلٹن کی بات سن کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے سکون سے وضاحت کی۔

''تو پھر وہ پستول......''

''نقلی تھا لیکن بالکل اصلی جیسا۔'' اس نے ڈیلٹن کو بات پوری کرنے کا موقع دیے بغیر جلدی سے کہا۔

پولیس والے کرائم سین کے بجائے اب اس کی طرف متوجہ تھے۔

''یہ کیا بکواس ہے......'' ڈیلٹن چلایا۔ اسے کیا، مجھے بھی کچھ سمجھ نہیں آرہا کہ یہ ہو کیا رہا ہے۔ کون ہے یہ شخص۔

''مسٹر برانچ منیجر، میں ہوں مورگن براگ......'' یہ کہہ کر وہ ایک قدم آگے بڑھا۔ پولیس والے مستعد کھڑے تھے۔

میں ہکا بکا تھا۔ ''لو اسے بھی آج ہی یہاں آنا تھا۔''

وہ ڈیلٹن کے قریب پہنچا۔ اس کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا تھا۔ سراغرساں اور پولیس والے بھی اس رخ بدلتی صورتِ حال سے چکرا کر رہ گئے تھے۔

''کچھ یاد آیا مسٹر ڈیلٹن......''

''جی سر...... بالکل یاد آگیا۔'' وہ ایسے جھینپ رہا تھا جیسے کوئی معزز دکھائی دینے والا شہری بے قیمت شے چوری کرتے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑا گیا ہو۔

کچھ دیر میں سراغرساں اور پولیس والوں پر بھی مورگن براگ کی حقیقت آشکار ہو چکی تھی۔ رسمی کارروائی کے بعد وہ رخصت ہوئے اور پھر سارا بینک اسٹاف میٹنگ روم میں جمع ہو گیا۔

''یہ تو صاف نظر آچکا کہ بینک سیکیورٹی کا کتنا شاندار انتظام کیا ہے برانچ منیجر مسٹر ڈیلٹن نے۔'' اس نے ڈیلٹن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''اس لیے میں نے آپ کو فارغ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ آج سے آپ برانچ کے منیجر ہی نہیں رہے بلکہ ملازمت سے بھی فارغ کیے جا چکے ہیں۔''

یہ سن کر میں نے ڈیلٹن کی طرف دیکھا۔ اس کا چہرہ اتر چکا تھا۔

اس کے بعد وہ میری طرف متوجہ ہوا۔ ''آپ کا عہدہ کیا ہے؟''

''کچھ دیر پہلے مسٹر ڈیلٹن نے مجھے اپنے اسسٹنٹ کے عہدے پر فائز کیا تھا مگر انہیں فارغ کیے جانے کے بعد......'' میں نے لمحہ بھر توقف کیا۔ ''سمجھ نہیں آتا کہ میرا عہدہ کیا ہے، بس اب تک کام ہی کر رہا ہوں۔''

''پھر بھی......؟'' مورگن کا لہجہ سوالیہ تھا۔

''ویسے میں ایک انٹرن ہوں اور کئی مہینوں سے ہوں۔''

''اب نہیں رہو گے......''

''کیا مطلب......'' مس کٹی نے مداخلت کی۔ اسے شاید اتنی جلد اپنی محبت کا ڈراپ سین ہو جانے پر حیرت ہو رہی تھی۔ ''انہیں کیوں۔'' وہ منمنائی۔ ''انہوں نے تو اپنی جان پر کھیل کر بینک لٹنے سے بچایا ہے۔'' وہ میرا بھرپور دفاع کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

''آپ کچھ دیر خاموش رہیں۔'' اس نے مس کٹی کی طرف دیکھ کر کہا اور گردن میری طرف گھمائی۔ ''تو مسٹر انٹرن...... اگر تمہیں لانگ برانچ کا منیجر بنا دوں تو......''

''بالکل بھی نہیں۔'' میں نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

''کیوں......'' یقیناً میرا جواب اس کے لیے غیر متوقع تھا۔ ''تم نے جان پہ کھیل کر بینک لوٹنے کی کوشش ناکام بنائی ہے۔ ایک انٹرن ہو، تمہیں تو منیجر بننے پر خوش ہونا چاہیے لیکن تم ہو کہ......'' مورگن نے جان بوجھ کر بات ادھوری چھوڑ دی۔

''مجھے جان پر کھیلنے کا اتنا ہی شوق ہوتا تو فوج نہ چھوڑتا۔''

''لیکن آج تم نے......''

''بس...... وہ سب کچھ جلد بازی میں ہو گیا۔ اب لگتا ہے کہ غلطی کی تھی ورنہ اس کے پاس پستول بھی تھا۔ اس وقت میں یہاں بیٹھا ہونے کے بجائے پوسٹ مارٹم ٹیبل پر لیٹا بھی ہو سکتا تھا۔''

''تو پھر......'' مورگن براگ کا لہجہ سوالیہ تھا۔

''میں آج اور اسی وقت سے انٹرن شپ چھوڑتا ہوں۔''

''کیا...... تم بے وقوف ہو گیا۔''

''پتا نہیں مگر مجھے جان بہت پیاری ہے۔'' یہ کہہ کر میں اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھا۔

''اگر تمہیں کسی وقت غلطی کا احساس ہو جائے تو مجھ سے ہیڈ آفس آ کر ضرور مل لینا۔'' پیچھے سے مورگن کی آواز سنائی دی۔

میں نے پیچھے مڑ کر دیکھے بنا دروازہ بند کیا اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا ہوا باہر آگیا۔

میرا دل خوشی سے اچھل رہا تھا لیکن جان بوجھ کر سنجیدگی

www.urdupalace.com

طاری کیے رکھی۔ باہر نکل کر اپنی کھٹارا کار میں بیٹھا اور گھر آ گیا۔ راستے بھر من ہی من میں یہی گنگناتا رہا کہ دکھ بھرے دن بیت گئے، اب موسمِ بہار آ چکا۔

گھر پہنچ کر رقم گنی۔ پورے ڈیڑھ لاکھ ڈالر تھے۔ مخملی تھیلی میں دس ہیرے اور لفافے میں موجود سرٹیفکیٹ کے مطابق ہر ہیرے کی قیمت دو لاکھ ڈالر تھی۔ دولت دیکھ کر یہ بھی بھول گیا کہ آج لنچ گول ہوا تھا۔ خوشی کے مارے ڈنر بھی نہیں کیا۔ میں نے کافی بنائی اور سکون سے لمبی تان کر آنے والے دنوں کی منصوبہ بندی کرنے لگا۔

مجھے یقین نہیں تھا کہ سب کچھ اس طرح ہوگا لیکن جو سوچا تھا، وہ مجھے مل گیا۔ دراصل گزشتہ رات سے ہی میری نظر لاکر نمبر سترہ پر تھی۔ میں آج کے آج ہی اسے خالی کرنا چاہتا تھا۔ رات دیر تک جاگتا رہا اور یہی سوچتا رہا کہ کس طرح اس پر ہاتھ صاف کیا جائے۔ یہ لاکر جارج گولڈ کا تھا۔ وہ تقریباً اسّی سال کے ریٹائرڈ مافیا ارکن تھے اور برسوں سے بے مصرف زندگی گزار رہے تھے۔ تقریباً دو ہفتے پہلے وہ بینک آئے تو انہیں پنڈلی میں درد کے سبب چلنے میں تکلیف ہو رہی تھی۔ انہوں نے مجھ سے سہارے کی درخواست کی اور میری موجودگی میں ہی ہیروں کی تھیلی اور نوٹوں کی گڈیاں لاکر میں رکھی تھیں۔ میرے منہ میں بھی پانی بھر آیا تھا لیکن کل ڈنر کے وقت ریستوران میں جو کچھ ہوا، اس کے بعد تو میں تہیہ کر چکا تھا کہ آج یا کل، لاکر نمبر سترہ پر ہاتھ صاف کرنا ہے۔

ہوا یوں کہ میں کھانے کے لیے اپنے پسندیدہ ریستوران میں داخل ہوا تو وہاں افراتفری مچی ہوئی تھی۔ جارج گولڈ کرسی پر بے جان ڈھلکے پڑے تھے۔ وہاں ڈنر کے لیے آئے ایک ڈاکٹر نے دل کے دورے سے موت کی تصدیق کر دی تھی۔

اتنا مجھے علم تھا کہ جارج گولڈ بے اولاد تھے اور تنہا رہتے تھے۔ میں نے سوچا اس سے پہلے کہ ان کی املاک کا کوئی دعویدار سامنے آئے اور لاکر تک پہنچے، اس کا صفایا کر دیا جائے۔

صبح جب بینک پہنچا، تب بھی موقع کی تلاش میں تھا۔ جس وقت لارنس بینک میں داخل ہوا، اُس وقت میں اسٹرانگ روم میں داخل ہونے کا موقع تاڑ رہا تھا۔ ڈیلٹن نے جب مجھے بھی میٹنگ روم میں آنے کا حکم دیا، تب میں دل ہی دل میں اس پر بہت بھڑکا تھا لیکن مجھے علم نہیں تھا کہ لارنس جیسا بہروپیا ڈاکو میرے لیے غیبی مدد ہے۔ بستر پر لیٹا ہوا میں اسے دعائیں دیے جا رہا تھا۔ اسی کی بدولت پُرآسائش زندگی کے سپنے سچ ہونے جا رہے تھے۔ میں خطیر رقم کے ہیرے اور ڈیڑھ لاکھ ڈالر گھر پر چھوڑ کر باہر جانے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اس لیے بھوکا سونے کو ہی ترجیح دی۔

دوسرے دن صبح کے سوا دس بج رہے تھے جب میں تیار ہو کر باہر نکلا۔ ہیرے، ان کے سرٹیفکیٹس اور نقدی میرے سیاہ چرمی ہینڈ بیگ میں تھی۔ ارادہ تھا کہ انہیں فی الحال اپنے بینک لاکر میں رکھ دیتا ہوں۔ یہ گھر کی نسبت وہاں زیادہ محفوظ رہتے۔

بینک شہر کے تجارتی حصے کے آخر میں ایک کھلی جگہ پر تھا۔ میں نے بینک کے سامنے کھڑی اسٹیشن ویگن سے چند قدم کے فاصلے پر کار کھڑی کی۔ جیسے ہی میں بینک کے سامنے پہنچا، داخلی دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا۔ تین نقاب پوش تیزی سے باہر نکلے۔ ان کا رخ اسٹیشن ویگن کی طرف تھا۔ ایک لمحے کو تو کچھ سمجھ نہیں آیا لیکن جیسے ہی سب سے آخر میں باہر آنے والے نقاب پوش ڈاکو نے میرے ہاتھ سے بیگ چھینا، سب کچھ صاف صاف سمجھ میں آ چکا تھا۔ بینک اور میں، دونوں ہی لٹ چکے تھے۔ اسٹیشن ویگن تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی نظروں سے اوجھل ہو چکی تھی۔

میں پولیس کے آنے تک وہیں رکا رہا۔ میں نے بیان دیا تھا کہ اپنے اکاؤنٹ سے رقم نکلوانے آیا تھا۔ دل چاہتا تھا کہ لٹنے کا نوحہ بھی سنا دوں لیکن لوٹ کے مال کے لٹ جانے کا کیا جواز پیش کرتا۔

وہ دن میرے لیے قیامت سے کم نہ تھا لیکن کیا کر سکتا تھا۔ دوسرے دن اٹھا تو نیند پوری نہ ہونے سے سر بوجھل تھا۔ لٹنے کے بعد میرا دکھ دُگنا ہو چکا تھا۔ آخر ناشتے کے بعد میں نے خود کو تسلی دی کہ کوئی بات نہیں۔ بینک سلامت ہیں تو دولت ہتھیانے کے موقع اور بہت ملیں گے، فی الحال تو نوکری کا بندوبست کیا جائے۔ کافی دیر سوچنے کے بعد ایک خیال ذہن میں آیا اور فوراً ڈائریکٹری اٹھا کر نمبر ڈھونڈنے لگا۔ نمبر ملایا۔ ”ہیلو...... کیا مسٹر مورگن سے بات ہو سکتی ہے۔“

”جی نہیں......“ ایک خاتون کی سریلی آواز سنائی دی۔

”کیا وہ کہیں باہر گئے ہیں؟“ میں نے پوچھا۔

”وہ فوری طور پر ملازمت چھوڑ کر جرمنی کے لیے جا چکے ہیں۔ ہمیں کل شام ہی ان کا استعفیٰ ای میل سے ملا تھا۔“

میرے ہاتھ سے ریسیور چھوٹ کر فرش پر گر پڑا۔

www.urdupalace.com

Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?
Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.
For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact through

Whatsapp on following numbers:+92-348-8709449,+92-303-5110135

www.urdupalace.com